بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (الانعام ۵۹)

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انھیں وہی جانتا ہے۔

عِلمِ غیب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلہ اشاعت نمبر

ادارہ مسعودیہ ۶/۲، ای۔ ۵، ناظم آباد
کراچی۔ پاکستان

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ (انعام ۵۹)

اور اُسی کے پاس ہیں کُنجیاں غیب کی، انھیں وہی جانتا ہے،

علمِ غیب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلۂ اشاعت نمبر
۲

اِدارۂ مسعودیہ ۶/۲، ای۔ ۵، ناظم آباد
کراچی، پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

علم ایک عظیم قوّت ہے، دورِ جدید میں علم کی اہمیت و قوّت اور نمایاں ہو کر سامنے آگئی ہے، قرآنِ کریم نے انسان کو لکھنے پڑھنے[۱] اور تحصیلِ علم کی طرف متوجہ کیا[۲] اور انسان کو وہ رازہائے سربستہ بتائے کہ اس کا دماغ روشن ہوگیا ــــ قرآنِ کریم علم و دانش کا عظیم خزانہ ہے ــــ اس میں علم اور مشتقات علم کا ۸۰۰ سے زیادہ مقامات پر ذکر کیا گیا ہے اور کتاب و کتابت کا ۶۰۰ سے زیادہ مقامات پر ذکر کیا گیا ہے ــــ اس سے قرآنِ کریم کی نظر میں علم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے ــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں"[۳] ــــ آپ نے تحصیل علم کی تاکید شدید فرمائی اور علم کی فضیلت کو آشکارا فرمایا[۴] ــــ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا کہ "فضیلت تو صرف اہلِ علم کو ہے"[۵] خود قرآنِ کریم میں حضرت طالوت علیہ السلام کو علم ہی کی وجہ سے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا گیا[۶] ــــ اور علم ہی کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں پر فضیلت پائی[۷] ــــ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نبوّت و رسالت اور قیادت و بادشاہت کے لیے علم کتنا اہم ہے ــــ

○

علم دو قسم کا ہے ــــ ایک وہ جو ہم مدرسوں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں حاصل کرتے ہیں ــــ ہم اسی کو علم سمجھتے ہیں اور اسی پر یقین رکھتے ہیں لیکن ایک علم

---

[۱] سورۂ علق: ۴-۵ ، [۲] سورۂ طٰہٰ ۱۱۴ ، [۳] ابن عبد البر: جامع بیان العلم و فضلہ، ص ۴۷
[۴] ایضاً، ص ۴۹ ، [۵] ایضاً، ص ۴۶ ، [۶] سورۂ بقرہ: ۲۴۷ ، [۷] سورۂ بقرہ: ۳۱

وہ ہے جو براہِ راست پڑھایا جاتا ہے ـــــ اس کے لیے نہ کسی مدرسے کی ضرورت، نہ اسکول کی ضرورت، نہ کالج کی ضرورت، نہ یونیورسٹی کی ضرورت ـــــ یہ ایک پوشیدہ علم ہے جس کو قرآن حکیم نے "علمِ غیب" سے تعبیر فرمایا ہے۔[۱] اور اس پر ایمان لانا ہر مسلمان کی نشانی قرار دیا[۲] ـــــ یہ علم وہ ہے جس کو نہ انسانی عقل پا سکتی ہے اور نہ اُس کے ظاہری و باطنی حواس ـــــ یہ علم سارے علوم پر غالب ہے اور تحصیل و کسب سے اس کا کوئی تعلق نہیں ـــــ یہ محض اللہ کے فضل و کرم سے بارش کی طرح برستا ہے، چشمے کی طرح اُبلتا ہے۔

○
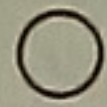
قرآن حکیم نے بہت سی آیات میں "علمِ غیب" کا ذکر کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ علم اللہ اور صرف اللہ ہی کے لیے ثابت ہے ـــــ مثلاً یہ آیات ملاحظہ ہوں:

(۱) اور اُسی کے پاس ہیں کُنجیاں غیب کی، اُنھیں وہی جانتا ہے۔[۳]

(۲) مَیں جانتا ہُوں آسمانوں اور زمینوں کی سب چُھپی چیزیں۔[۴]

(۳) تم فرماؤ، غیب تو اللہ کے لیے ہے۔[۵]

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا کہ آپ بھی اعلان فرما دیجئے:

(۴) تم فرما دو، تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ مَیں آپ غیب جان لیتا ہُوں۔[۶]

○

ان آیات سے معلوم ہوا کہ "غیب" اللہ ہی کیلئے ہے ـــــ کوئی از خود "غیب" نہیں جانتا اور نہ بغیر عطائے الٰہی کسی کے پاس اللہ کے خزانے ہیں ـــــ ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے کہیں یہ نہ فرمایا کہ یہ "علمِ غیب" ہم کسی کو عطا نہیں فرماتے

---

[۱] سورۂ کہف: ۶۵، [۲] سورۂ بقرہ ۳، [۳] سورۂ انعام: ۵۹ (ترجمۂ قرآن مولوی احمد رضا خاں)
[۴] سورۂ بقرہ: ۳۳ (ترجمۂ قرآن ایضاً) [۵] سورۂ یونس: ۲۰ (ایضاً) [۶] (۱) سورۂ انعام: ۵ (ایضاً) (ب) سورۂ ہود ۳۱

اور یہ خزانے ہم کسی کو نہیں دیتے —— یہی سب سے اہم نکتہ ہے جس پر مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے —— اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا :

(۱) غیب کا جاننے والا وہی ہے ، سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہاں ، مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔[۱]

(۲) اور اللہ تعالیٰ ایسے امورِ غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے لیکن ہاں جس کو خود چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ، اُن کو منتخب فرما لیتے ہیں۔[۲]

○

پھر یہی نہیں کہ صرف یہ بات کہی گئی ہو اور " علمِ غیب " عطا نہ کیا گیا ہو نہیں نہیں ، اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو یہ علم عطا بھی فرمایا جس کا قرآنِ حکیم میں تفصیل سے ذکر ہے ۔ مثلاً یہ آیات ملاحظہ فرمائیں :

(۱) اور علم دے دیا اللہ تعالیٰ نے آدم کو سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے رُوبرو کر دیں[۳]

(۲) حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے فرمایا :۔
اور جو بھی منظور ہوا اُن کو تعلیم فرمایا[۴]

(۳) حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس " علمِ غیب " کا یُوں ذکر فرمایا :
اے لوگو ! ہم کو پرندوں کی بولی کی تعلیم کی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں[۵]

(۴) حضرت لُوط علیہ السلام کے لیے فرمایا :
اور لُوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا فرمایا[۶]

(۵) حضرت یعقوب علیہ السلام کے لیے فرمایا :

---

[۱] سورۂ جن : ۲۶ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی) [۲] سورۂ آلِ عمران : ۱۷۹ (ایضاً) [۳] سورۂ بقرہ : ۳۱ (ایضاً)
[۴] سورۂ بقرہ : ۲۵۱ (ایضاً) [۵] سورۂ نمل : ۱۶ (ایضاً) [۶] سورۂ انبیاء : ۷۴ (ایضاً)

اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے اُن کو علم دیا تھا لیکن اکثر اس کا علم نہیں رکھتے [۱]

۶ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے خود بھی اپنے بیٹوں کے سامنے اس عطائے ربانی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا :-

کیوں، مَیں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا مَیں جانتا ہُوں تم نہیں جانتے ؟ [۲]

۷ حضرت یوسف علیہ السّلام کے لیے فرمایا :-

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے اُن کو حکمت اور علم عطا فرمایا [۳]

۸ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لیے فرمایا :-

اور جب اپنی بھری جوانی کو پہنچے اور درست ہو گئے، ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا [۴]

۹ اور حضرت خضر علیہ السّلام کے لیے فرمایا :-

انھوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے اُن کو اپنے پاس سے خاص طور کا علم سکھایا تھا [۵]

ان آیات سے معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبیوں کو "علمِ غیب" عطا فرمایا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ــــ ان حضرات قدسیہ نے کبھی کبھی اس علم کا اظہار بھی فرمایا جیسا کہ قرآنِ کریم میں حضرت عیسٰی علیہ السّلام اپنے پیروکاروں سے یہ ارشاد فرما رہے ہیں:

۱۰ اور مَیں تم کو بتلا دیتا ہُوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو رکھ آتے ہو [۶]

---

[۱] سورۂ یوسف : ۶۸ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی) [۲] سورۂ یوسف : ۹۶ (ایضاً) [۳] سورۂ یوسف : ۲۲ (ایضاً)
[۴] سورۂ قصص : ۱۴ (ایضاً) [۵] سورۂ کہف : ۶۵ (ایضاً) [۶] سورۂ آلِ عمران : ۴۹ (ایضاً)

یعنی جس جس نے جو کچھ اپنے گھر میں کھایا اور جو کچھ گھر میں رکھا سب آپ کی نظر میں تھا ___ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں قیدیوں کو خواب کی تعبیر بتلانے سے پہلے فرما رہے ہیں :

(۱) جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لیے ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیتا ہوں۔ یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے ___ [۱]

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ اس عطائے خاص سے انکار، قرآن سے انکار ہے ___ یہ علم کوئی معمولی علم نہیں بڑے اہتمام اور تیاری کے بعد عطا فرمایا جاتا ہے اور جس کو عطا فرمایا جاتا ہے اُس کے آگے اور پیچھے فرشتوں کے پہرے لگا دیے جاتے ہیں ___ ارشاد فرماتا ہے۔

سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں، مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو تو اس (پیغمبر) کے آگے اور پیچھے محافظ (فرشتے) بھیج دیتا ہے [۲]

بے شک جس کو یہ علم عطا کیا گیا اُس کو بہت کچھ عطا کیا گیا ___ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو یکساں "علم غیب" حاصل نہیں بلکہ جس طرح انبیاء و رسل میں درجات ہیں [۳] اس طرح "علم غیب" بھی درجہ بدرجہ عطا کیا گیا ہے ___ قرآن حکیم سے اس کی تصدیق ہوتی ہے ___ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ "علم غیب" سیکھنے کی درخواست کی جو اللہ نے اُن کو عطا فرمایا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے درخواست منظور کی مگر یہ ہدایت فرمائی کہ "دیکھتے جانا، بولنا نہیں، جب تک میں نہ بولوں" [۴] ___ حضرت خضر علیہ السلام جو کچھ کرتے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ سمجھ سکے۔ آخر رہا نہ گیا، پوچھ لیا، حضرت خضر علیہ السلام نے راز سے پردہ اُٹھا

---

[۱] سورۂ یوسف : ۳۷ (ترجمہ اُردو مولوی اشرف علی تھانوی) [۲] سورۂ جن : ۲۶ (ایضاً)
[۳] سورۂ بقرہ : ۲۵۳ [۴] سورۂ کہف : ۷۰

دیا مگر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ نہ رکھا ـــــ یہ پوری تفصیل قرآن حکیم میں موجود ہے[1] ـــــ اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو یکساں "علمِ غیب" نہیں دیا گیا۔

○

"علمِ غیب" حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا فرمایا گیا ـــــ یہ "علمِ غیب" ہی آپ کا بڑا معجزہ تھا، مختلف انبیاء کو مختلف معجزات دیئے گئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معجزہ عطا فرمایا ـــــ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو جو "علمِ غیب" دیا گیا وہ سب آپ کو دیا گیا اور اس کے سوا جو کچھ دیا وہ سوائے اللہ کے کسی کو نہیں معلوم ـــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کی صفاتِ حسنہ کے جامع تھے اور اُن کے علوم و معارف کے بھی جامع تھے ـــــ

ـــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ دیا گیا اس کے متعلق ارشاد ہے:

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔[2]

اس آیت سے معلوم ہُوا کہ اب کوئی چیز ایسی نہ رہی جو آپ نہ جانتے ہوں، اس لیے اس نعمت کو اللہ نے "فضلِ عظیم" کہا ہے ـــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ پڑھایا، اللہ نے پڑھایا[3] ـــــ اگر استاد، شاگرد سے یہ بات کہے، "مَیں نے تم کو پڑھایا ہے، تم تو کچھ نہ جانتے تھے"، تو یہ حق ہے، گستاخی و بے ادبی نہیں ـــــ لیکن اگر کوئی شاگرد، اپنے استاد سے یہ کہے، "تم تو کچھ نہ جانتے تھے، تمہارے استاد نے تم کو پڑھایا ہے"، تو یہ سراسر بے ادبی اور گستاخی ہوگی ـــــ تاریخ انسانیت میں ایسا بے ادب شاگرد نظر نہیں آتا ـــــ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھایا جو کچھ عطا فرمایا، اللہ ہی نے عطا فرمایا تو اگر اس نے قرآنِ کریم میں عطا سے پہلے کی کیفیت کو یوں بیان فرمایا ـــــ ما تدری ما الکتب ولا الایمان[4] تو یہ اللہ کی

---

[1] سورۂ کہف: ۶۵ - ۸۲ (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی) [2] سورۂ نساء: ۱۱۳ [3] سورۂ اعلیٰ: ۶
[4] سورۂ شوریٰ: ۵۲

شان کے لائق ہے، ہمیں زیب نہیں دیتا کہ بے ادب و گستاخ شاگرد کی طرح آپ کے حضور وہ بات کہیں جو حق جل مجدہٗ نے آپ سے فرمائی ــــ بے شک اللہ نے آپ کو "علم غیب" عطا فرمایا ــــ جو شخص اس فضل الٰہی کا انکار کرتا ہے یا اس کی تخفیف کرتا ہے وہ اللہ کے فضل کا انکار کرتا ہے اور اللہ کے فضل کی تخفیف کرتا ہے جو ایسا کرتا ہے اُس کو کون مسلمان کہہ سکتا ہے ــــ موحد کی شان تو یہ ہے کہ وہ اللہ کے ہر ہر حکم کا احترام کرتا ہے، اس پر خود عمل کرتا ہے اور دوسروں کو عمل کرواتا ہے ــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار، بڑا دربار ہے، اُن کے حضور بلند آواز سے بولنے والے کے اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں ــــ اُن کی محفل مبارک سے بلا اجازت اُٹھنے والے کو دردناک عذاب کی وعید سنائی جا رہی ہے ــــ آپ بھی سُنیئے ــــ ارشاد ہوتا ہے،

تم لوگ رسول کے بُلانے کو ایسا مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بُلا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جانتا ہے جو آڑ میں ہو کر تم میں کھسک جاتے ہیں، سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُن کو اس سے ڈرنا چاہیئے کہ اُن پر کوئی آفت آن پڑے یا اُن پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔[1]

آپ خود اندازہ لگائیں جس محفل مبارک کا یہ اَدب ہو اس میں رونقِ محفل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ادب ہوگا؟ ــــ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس محفل پاک میں سر جھکائے دم بخود بیٹھے رہتے تھے ــــ بات بات پر کہتے "یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان!" ــــ ہر سوال کا ایک ہی جواب تھا، "اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جانتے ہیں" ــــ

○

بے شک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے پروردگار نے "علم غیب" عطا فرمایا۔ اس حقیقت کو تین جہتوں سے سمجھا جا سکتا ہے:۔

---

[1] سورۂ نُور، ۶۳ (ترجمہ اُردو مولوی اشرف علی تھانوی)

(۱) آپ کو براہِ راست "علمِ غیب" عطا کیا۔
(۲) آپ کو قرآن عطا فرمایا گیا جو "علمِ غیب" کا خزانہ ہے۔
(۳) آپ کو "شاہد" بنا کر بھیجا گیا اور شاہد وہی ہوتا ہے جو واقعہ کے وقت موجود بھی ہو اور دیکھ بھی رہا ہو یعنی اس کو ہر بات کا عین الیقین اور حق الیقین حاصل ہوتا ہے۔

(۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے "علمِ غیب" کو پہلی جہت سے دیکھا جائے تو یہ آیات آپ کے "علمِ غیب" کی تصدیق کرتی ہیں:—
(۱) یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف[۱]—
(۲) یہ خبریں ہیں غیب کی کہ ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس[۲]—
(۳) اور یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں[۳]—

(۲) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے "علمِ غیب" کو دوسری جہت سے دیکھا جائے تو یہ آیات ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں:—
(۱) ہم نے آپ پر یہ قرآن اُتارا ہے جو کہ تمام باتوں کا بیان کرنے والا ہے[۴]—
(۲) (یہ قرآن) کچھ بنائی ہوئی بات نہیں لیکن موافق ہے اس کلام کے جو اس سے پہلے ہے اور بیان ہر چیز کا[۵]—
(۳) ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا[۶]—
(۴) بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نُور آیا اور روشن کتاب[۷]—
(۵) اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے کھُلی کتاب میں[۸]—

---

[۱] سورۂ ہُود: ۴۹ (ترجمہ اُردو مولوی محمود حسن) [۲] سورۂ یوسف: ۱۰۲ (ایضاً) [۳] سورۂ تکویر: ۲۴ (ایضاً)
[۴] سورۂ نحل: ۸۹ (ترجمہ اُردو مولوی اشرف علی) [۵] سورۂ یوسف: ۱۱۱ (ترجمہ اُردو مولوی محمود حسن) [۶] سورۂ انعام: ۳۸ (ترجمہ اُردو مولوی احمد رضا خاں) [۷] سورۂ مائدہ: ۱۵ (ایضاً) [۸] سورۂ نمل: ۷۵ (ترجمہ اُردو مولوی محمود حسن)

(۶) اور کوئی دانہ زمین کے اندھیروں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے۔[۱]

آپ نے ملاحظہ فرمایا، ان آیات میں پہلے "کتاب مبین" قرآنِ حکیم کا ذکر فرمایا پھر یہ فرمایا کہ اس روشن کتاب میں کیا کیا کچھ ہے ـــــ غور فرمائیں، یہ روشن کتاب جس میں زمین و آسمان کی ہر شے کا بیان ہے جس ذات قدسی پر اُتری، اُس کے علم و دانش کا کیا عالم ہوگا!

(۳) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم غیب" کو تیسری جہت سے دیکھا جائے تو یہ آیاتِ کریمہ ہم کو ایک نئے جہان میں لے جاتی ہیں جہاں ہم حیرت سے ایک دوسرے کا مُنہ تکتے ہیں، مگر جو کچھ کہا گیا اُس پر دل و جان سے ایمان لاتے ہیں کہ اگر ایمان نہ لائیں تو کہیں کے نہ رہیں، ان آیات پر خوب غور فرمائیں اور علم مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وسعت و پہنائی کا اندازہ لگائیں، اللہ اکبر! ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں اِن کا ربِ کریم ہی جانے کہ اُس نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر "علم غیب" عطا فرمایا! ـــــ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ـــــ

(۱) ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے۔[۲]

(۲) اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر لائیں گے۔[۳]

(۳) بے شک ہم نے تمہارے پاس ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہی دے گا۔[۴]

(۴) اور جس دن ہم ہر ہر اُمت سے ایک ایک گواہ جو انھیں میں سے ہوگا ان کے مقابلے میں قائم کریں گے اور ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے۔[۵]

ان آیاتِ کریمہ سے معلوم ہُوا کہ قیامت کے دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اپنی اُمت بلکہ دوسرے انبیاء کی اُمتوں کے اعمال کی بھی گواہی دیں گے اور گواہی

---

[۱] سورۂ انعام: ۵۹ (ترجمہ اُردو مولوی محمود حسن) [۲] سورۂ فتح، ۸ (ترجمہ اُردو مولوی اشرف علی) [۳] سورۂ نساء: ۴۱ (ایضاً) [۴] سورۂ مزمل: ۱۵ (ایضاً) [۵] سورۂ نحل: ۸۹ (ایضاً)

وہی دیتا ہے جس کے سامنے کوئی کام یا کوئی بات ہوئی ہو ــــــ ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ ملاحظہ فرما رہے ہیں، وہ ہمارے احوال واعمال سے بے خبر نہیں ــــــ اس پس منظر میں یہ احادیث کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ایک حدیث پاک میں فرمایا: جس طرح میں آگے دیکھتا ہوں اُسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔[۱]

(۲) دوسری حدیث میں آتا ہے کہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے وادئ ازرق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھا پھر وادئ ہرشیٰ میں حضرت یونس علیہ السلام کو اُونی جُبّہ پہنے سُرخ اونٹنی پر سوار دیکھا۔[۲]

(۳) تیسری حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنّت و دوزخ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔[۳]

(۴) چوتھی حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنّت و دوزخ میں جانے والے ہر فرد کو نام بنام جانتے ہیں۔[۴]

(۵) پانچویں حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک شخص نے محفل پاک میں یہ دریافت کیا کہ وہ جنّت میں جائے گا یا دوزخ میں تو آپ نے برملا ارشاد فرمایا ''تو دوزخ میں جائے گا۔''[۵]

(۶) چھٹی حدیث پاک میں فرمایا، میری ساری اُمّت اپنے سب اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔[۶]

(۷) ساتویں حدیث پاک میں فرمایا، رات میری سب اُمّت میرے اس حجرے کے پاس پیش کی گئی۔ یہاں تک کہ بے شک اُن کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔[۷]

---

[۱] مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۱۶ [۲] ابن ماجہ، ص ۲۰۸،۲۰ [۳] مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۸۰ [۴] مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان فی القدر، الفصل الثانی، ص ۱۹ [۵] بخاری شریف، ج ۳، ص ۸۵۵ [۶] (ا) مسلم شریف ج ۱، ص ۲۰۷ (ب) انباء المصطفےٰ، ص ۹ بحوالہ مسند احمد و سنن ابن ماجہ [۷] انباء المصطفےٰ، ص ۹ بحوالہ طبرانی۔

قرآنِ کریم میں ایک جگہ ارشاد ہُوا ____

کیا اُس شخص کے پاس علم غیب ہے کہ اُس کو دیکھ رہا ہے ؟ [۱]

اس آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ علمِ غیب اُسی کے پاس ہوتا ہے جو دیکھ بھی رہا ہو ____ قرآن کریم میں متعدد مقامات میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ دید کو بیان کیا گیا ہے [۲]

سچی بات یہ ہے کہ جس نے اللہ کو دیکھ لیا، اس کے آگے کوئی چیز چھُپی نہ رہی سب ظاہر ہوگئی ____ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم خود فرما رہے ہیں :-

میں نے اپنے ربّ عزّ وجل کو دیکھا، اُس نے اپنا دستِ قدرت میری پُشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اُس کی ٹھنڈک محسوس ہُوئی۔ اُسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور مَیں نے سب کچھ پہچان لیا۔ [۳]

○

اب تک تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعتوں اور آپ کے دیکھنے کی باتیں ہو رہی تھیں ____ لیکن جو "علمِ غیب" آپ کو عطا کیا گیا اور جو کچھ آپ کو دکھایا گیا، کیا اس نعمتِ عظمیٰ کی خیرات اپنے غلاموں کو بھی آپ نے تقسیم فرمائی ؟ ____ بہت سی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے عطا فرمایا اور خوب عطا فرمایا، اور کیوں عطا نہ فرماتے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمانے ہی کے لیے بھیجا ہے ____ مشہور و محبوب صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پَر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے

---

[۱] سورۂ نجم : ۳۵ (ترجمہ اُردو مولوی اشرف علی) [۲] سورۂ مجادلہ : ۷ ؛ سورۂ ابراہیم : ۱۹ ؛ سورۂ بقرہ : ۲۴۳ ، ۲۵۸ ؛ سورۂ حج : ۱۸ ؛ سورۂ نور : ۴۱ ؛ سورۂ فیل : ۱ ؛ (ترجمہ مولوی محمود حسن) [۳] ترمذی شریف بروایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (ب) مشکوٰۃ شریف، کراچی، ص ۷۲

سامنے بیان نہ فرما دیا ہو۔[۱]

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا، کوئی چیز نہ چھوڑی ـــــ جسے یاد رہا، یاد رہا ـــــ جو بھول گیا، بھول گیا۔[۲]

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ـــــ

(۳) نہیں چھوڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فتنے چلانے والے کو دنیا کے ختم ہونے تک ـــــ مگر ہم کو اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔[۳]

(۴) ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ / ۶۲۴ء میں غزوۂ بدر پیش آیا، جہاد شروع ہونے سے قبل میدانِ جہاد میں اپنا دستِ مبارک رکھ رکھ کر دشمنانِ اسلام کے مقتولین کی نشاندہی فرمائی کہ فلاں فلاں شخص اس اِس جگہ قتل کیا جائے گا ـــــ جب جہاد ختم ہُوا تو جس شخص کے لیے اپنے دستِ مبارک سے جس جگہ کی نشاندہی فرمائی تھی، وہ وہیں پڑا ہُوا ملا ـــــ ایک انچ آگے نہ پیچھے۔[۴]

بخاری شریف میں ایک طویل حدیث آتی ہے جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے ـــــ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

(۵) سورج ڈھلنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، پھر ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیر دیا تو آپ منبر پر جلوہ افروز ہُوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا، نیز اُن بڑے بڑے امور کا جو اس سے پہلے ہیں ـــــ پھر فرمایا "اگر کوئی مجھ سے کسی چیز کے بارے پوچھنا چاہتا ہے تو پُوچھ لے

---

[۱] انباء المصطفیٰ، ص ۸ بحوالہ مسند احمد و طبقات ابن سعد [۲] انباء المصطفیٰ، ص ۷، بحوالہ بخاری شریف و مسلم شریف و مسند احمد [۳] مشکوٰۃ شریف باب الفتن [۴] مسلم شریف، ج ۲، کتاب الجہاد

کیوں کہ خدا کی قسم تم مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہیں پوچھو گے مگر میں تمہیں اس کے متعلق بتا دوں گا، جب تک کہ میں اس جگہ ہوں ___ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ زار و قطار رونے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے رہے کہ "مجھ سے پوچھ لو"! "مجھ سے پوچھ لو"![1]

اس حدیث پاک پر یہ آیت کریمہ گواہ ہے :-

اور یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں[2]

یعنی جو پوچھو گے، بتایا جائے گا ___ جو مانگو گے، دیا جائے گا ___ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا قسم کھا کر یہ فرمانا کہ جو پوچھو گے بتایا جائے گا ___ اور پھر بار بار فرمانا، مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو! ___ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے فضل و کرم سے "غیب" حاصل تھا ___ ایک عرب عالم شیخ احمد بن محمد بن الصدیق الغماری الحسنی نے ایک فاضلانہ کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے "مطابقۃ الاختراعات العصریہ لما اخبر بہ سید البریہ"[3] ___ مصنف نے اس کتاب میں اُن غیبی خبروں کو جمع کیا ہے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ پڑھ پڑھ کر حیرت بڑھتی جاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ماضی و مستقبل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئینہ تھے ___ اور کیوں نہ ہوں کہ سرکار خود فرما رہے ہیں :-

میرے پاس زمین کے خزانوں کی کُنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں[4]

خزانے کا مالک وہی ہوتا ہے جس کے پاس کُنجیاں ہوتی ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ بے اختیار ہو گیا بلکہ اس سے تو اللہ کا اختیار اور قدرت اور ظاہر ہوتی ہے ___ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا نوازا ہے!

---

[1] بخاری شریف، کتاب الاعتصام، ج ۳، ص ۸۵۵ [2] سورۂ تکویر : ۲۴ (ترجمہ اُردو مولوی محمود حسن) [3] مفتی احمد میاں برکاتی نے "اسلام اور عصری ایجادات" کے نام سے اس کا ترجمہ کیا ہے جو ۱۹۸۰ء میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

[4] (ا) بخاری شریف، ص ۸۴۸ (ب) مسلم شریف مع فتح الملہم، کراچی، ج ۲، ص ۱۱۶

یہی وہ کُنجیاں ہیں جن سے آیات قرآنی کے معانی کے خزانے کھولے جاتے ہیں ــــ قرآن کو ہم بھی دیکھتے ہیں، ہم بھی پڑھتے ہیں مگر آیاتِ قرآنی میں نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ دیکھتی ہے ہم نہیں دیکھ سکتے ــــ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں ــــ قرآنِ کریم میں ایک آیت ہے :-

اور اُن کے لیے تیار رکھو جو "قوت" تمہیں بن پڑے۔ [۱] (یعنی دشمنانِ اسلام کے لیے)

یہاں لفظِ "قوت" کے معنی میں بظاہر کوئی راز نہیں معلوم ہوتا لیکن جب اس راز سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پردہ اٹھاتے ہیں تو انسانی عقل حیران ہو جاتی ہے ــــ لفظ "قوت" کی تفسیر کرتے ہُوئے آپ نے فرمایا :-

خبردار، یہ قوت "رَمی" ہے! ــــ خبردار، یہ قوت "رمی" ہے! ــــ خبردار، یہ قوت "رَمی" ہے ــــ [۲]

عربی میں "رمی" کے معنی "پھینکنا" آتے ہیں چنانچہ حج میں جمرات پر جو کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اس کو "رمی" کہتے ہیں ــــ اس حدیث پاک میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن تمام ہتھیاروں کا ذکر فرمایا جو آج ہمارے سامنے ہیں اور قوت کا توازن اُس ملک کے حق میں ہے جس کے پاس یہ ہتھیار ہیں۔ خصوصاً خطرناک اٹیم بم، راکٹ، میزائیل وغیرہ ــــ یہ سب ہتھیار پھینکے جاتے ہیں اور "قوت" کا راز بنے ہوئے ہیں ــــ احادیث کا مطالعہ کریں تو آپ کو غیبی خبروں کا ایک سیلاب اُمڈتا نظر آئے گا ــــ

○

ــــ اُوپر جو کچھ عرض کیا گیا اُس کی روشنی میں ہمیں "علم غیب" کے بارے میں ان حقائق کا علم ہوتا ہے، ان حقائق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے :-

(۱) پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ "علمِ غیب" ایک حقیقت ہے۔

(۲) دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ "علمِ غیب" اللہ ہی کے لیے ہے۔

---

[۱] سورۂ انفال، ۶۰ [۲] مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۴۳

(۳) تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو "علمِ غیب" عطا فرماتا ہے۔

(۴) چوتھی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کو "علمِ غیب" عطا فرمایا ہے۔

(۵) پانچویں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو "علمِ غیب" عطا فرمایا ہے۔

(۶) چھٹی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ "علمِ غیب" صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا ہے اور اُنھوں نے ہم کو بتایا۔

اس وقت دُنیائے اسلام، عالمی سازش کی زد میں ہے۔ دشمنانِ اسلام کا ہدف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے، یہی وہ مرکزِ قلب و نظر ہے جس سے زندگی ملتی ہے، اس سازش کے تحت مسلمانانِ عالم کو ہر اُس سوچ اور ہر اُس عمل سے روکا جارہا ہے جس سے دل و دماغ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا نقش بیٹھتا چلا جائے ـــــ اس سازش سے آپ خود کو محفوظ رکھیں اور یہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ بے شک ؎

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے وجود میں حباب

اقبالؔ

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
کراچی

۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
۶ ستمبر ۱۹۹۳ء

وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ